سلسلہ: رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: تیسویں

رسالہ نمبر 7

صلات الصفاء فی نور المصطفٰی ۱۳۲۹ھ

نورِ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بیان میں صفائی باطن کے انعامات

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ

صلات الصفاء فی نور المصطفٰی ۱۳۲۹ھ

(نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بیان میں صفائی باطن کے انعامات)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

مسئلہ ۳۸: از لشکر گوالیار محکمہ ڈاک دربار مرسلہ مولوی نورالدین احمد صاحب　　۲۸ ذیقعدہ ۱۳۱۷ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہ مضمون کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نور سے پیدا ہوئے اور ان کے نور سے باقی مخلوقات، کس حدیث سے ثابت ہے اور وہ حدیث کس قسم کی ہے؟ **بینوا توجروا** (بیان کرو اجر پاؤ گے۔ت)

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

اللھم لك الحمد یانور یانور النور یانورا قبل کل نور و نورا بعد کل نور یامن لہ النور وبہ النور ومنہ النور	اے اللہ ! تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں، اے نور کے نور، اے نور ہر نور سے پہلے اور، اے نور ہر نور کے بعد۔اے وہ ذات جس کے لئے نور ہے، جس کے سبب سے نور ہے، جس سے نور،

والیہ النور وھو النور صل وسلم وبارك عی نورك المنیر الذی خلقتہ من نورك و خلقت من نورہ الخلق جمیعاً وعلٰی اشعۃ انوارہ واٰلہ واصحابہ نجومہ واقمارہ اجمعین(اٰمین)	جس کی طرف نور ہے اور وہی نور ہے۔ درود وسلام اور برکت نازل فرما اپنے نور پر جو روشن کرنے والا ہے۔ جس کو تو نے اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ اور تمام مخلوق کو اس کے نور سے پیدا فرمایا۔ اور اس کے انوار کی شعاعوں پر اور اس کے آل واصحاب پر جو اس کے ستارے اور چاند ہیں۔ سب پر۔ اے اللہ ! ہماری دعا کو قبول فرما۔ (ت)

امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کے شاگرد اور امام اجل سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالٰی عنہ کے استاذ اور امام بخاری وامام مسلم کے استاذ الاستاذ حافظ الحدیث احد الاعلام عبدالرزاق ابو بکر بن ہمام نے اپنی مصنف میں حضرت سیدنا وابن سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی:

قال قلت یارسول اللہ بابی انت وامی اخبرنی عن اول شیئ خلقہ اللہ تعالٰی قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ تعالٰی قد خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نورہ فجعل ذٰلك النور یدور بالقدرۃ حیث شاء اللہ تعالٰی ولم یکن فی ذٰلك الوقت لوح ولا قلم ولا جنۃ ولا نار ولا ملك ولا سماء ولا ارض ولا شمس ولا قمر ولا جنی ولا انسی، فلما اراد اللہ تعالٰی ان یخلق الخلق قسم ذٰلك النور اربعۃ اجزاء فخلق من الجزء الاول القلم، و من الثانی اللوح، ومن الثالث العرش، ثم قسم الجزء الرابع اربعۃ اجزاء فخلق من الجزء الاول حملۃ العرش ومن الثانی الکرسی	یعنی وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی: یارسول اللہ ! میرے ماں باپ حضور پر قربان، مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی، فرمایا: اے جابر ! بیشک بالیقین اللہ تعالٰی نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا، وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں خدا نے چاہا دورہ کرتا رہا۔ اس وقت لوح، قلم، جنت، دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن، آدمی کچھ نہ تھا۔ پھر جب اللہ تعالٰی نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا اس نور کے چار حصے فرمائے، پہلے سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش بنایا۔ پھر چوتھے کے چار حصے کئے، پہلے سے فرشتگان حامل عرش، دوسرے سے کرسی، تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا کئے۔ پھر

ومن الثالث باقی الملائکة،ثم قسم الرابع اربعة اجزاء،فخلق من الاول السمٰوٰات،ومن الثانی الارضین ومن الثالث الجنة والنار،ثم قسم الرابع اربعة اجزاء الحدیث[1] بطولہ۔	چوتھے کے چار حصے فرمائے،پہلے سے آسمان،دوسرے سے زمینیں،تیسرے سے بہشت دوزخ بنائے،پھر چوتھے کے چار حصے کئے،الیٰ آخر الحدیث۔

یہ حدیث امام بیہقی نے بھی دلائل النبوۃ میں بنحوہٖ روایت کی،اجلہ ائمہ دین مثل امام قسطلانی مواہب لدنیہ اور امام ابن حجر مکی افضل القری اورعلامہ فاسی مطالع المسرات اورعلامہ زرقانی شرح مواہب اورعلامہ دیار بکری خمیس اور شیخ محقق دہلوی مدارج وغیرہا میں اس حدیث سے استناد اور اس پر تعویل واعتماد فرماتے ہیں، بالجملہ وہ تلقی امت بالقبول کا منصب جلیل پائے ہوئے ہے تو بلا شبہ حدیث حسن صالح مقبول معتمد ہے۔تلقی علماء بالقبول وہ شے عظیم ہے جس کے بعد ملاحظہ سند کی حاجت نہیں رہتی بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کرتی،کما بیناہ فی "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین"(جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین"میں اس کو بیان کیا ہے۔ت)

لاجرم علامہ محقق عارف باللہ سید عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں:

قد خلق کل شیئی من نورہٖ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کما ورد بہ الحدیث الصحیح[2]۔	بے شک ہر چیز نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نور سے بنی، جیسا کہ حدیث صحیح اس معنی میں وارد ہوئی۔

[1] المواھب اللدنیة المقصد الاول المکتب الاسلامی بیروت ۱/۷۱و۷۲،شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیہ المقصد الاول دارالمعرفة بیروت ۱/۴۶و۴۷،تاریخ الخمیس مطلب اللوح والقلم مؤسسة شعبان ۱/۱۹و۲۰،مطالع المسرات الحزب الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص۲۲۱، مدارج النبوۃ قسم دوم باب اول مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/۲

[2] الحدیقة الندیة المبحث الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/۳۷۵

ذکرہ فی المبحث الثانی بعد النوع الستین من اٰفات اللسان فی مسئلہ ذم الطعام۔	اس کو علامہ نابلسی نے نوع نمبر ساٹھ جو کہ زبان کی آفتوں کے بیان میں ہے کہ بعد، کھانے کی برائی بیان کرنے کے مسئلہ کے ضمن میں ذکر فرمایا ہے۔(ت)

مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں ہے:

قد قال الاشعری انہ تعالٰی نور لیس کالانوار والروح النبویۃ القدسیۃ لمعۃ من نورہ والملائکۃ شرر تلك الانوار وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اول ماخلق اللہ نوری ومن نوری خلق کل شیئ وغیرہ مما فی معناہ[3]۔	یعنی امام اجل امام اہلسنت سیدنا ابوالحسن اشعری قدس سرہ (جن کی طرف نسبت کرکے اہل سنت کو اشاعرہ کہا جاتا ہے) ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نور ہے نہ اور نوروں کی مانند اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی روح پاک اسی نور کی تابش ہے اور ملائکہ ان نوروں کے ایک پھول ہیں،اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں سب سے پہلے اللہ تعالٰی نے میرا نور بنایا اور میری ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔اور اس کے سوا اور حدیثیں ہیں جو اسی مضمون میں وارد ہیں۔واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۳۹: از ٹانڈہ ضلع مرادآباد مرسلہ مولوی الطاف الرحمٰن صاحب پیپسانوی　　۱۴شعبان ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض مولود شریف میں جو نور محمدی کو نور خدا سے پیدا ہوا لکھا ہے اس میں زید کہتا ہے بشرط سحت یہ تشابہ کے حکم میں ہے اور عمرو کہتا ہے یہ انفکاک ذات سے ہوا ہے۔

بکر کہتا ہے کہ یہ مثل شمع سے شمع روشن کرلینے کے ہوا ہے۔

اور خالد کہتا ہے تشابہات میں مذہب اسلم رکھتا ہوں اور سالم کو برا نہیں جانتا،اس میں چون وچرا بیجا ہے۔بینوا توجروا (بیان کرو اور اجر پاؤگے۔ت)

[3] مطالع المسرات الحزب الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۲۶۵

الجواب:

عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

یاجابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نورہ۔ ذکرہ الامام القسطلانی فی المواھب[4] وغیرہ من العلماء الکرام۔	اے جابر! بیشک اللہ تعالٰی نے تمام عالم سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ (امام قسطلانی نے اس کو مواہب لدنیہ میں اور دیگر علماء کرام نے ذکر کیا ہے۔ت)

عمرو کا قول سخت باطل وشنیع وگمراہی قطیع بلکہ سخت ترامر کی طرف منجّر ہے، اللہ عزوجل اس سے پاک ہے کہ کوئی چیز اس کی ذات سے جدا ہو کر مخلوق بنے، اور قول زید میں لفظ ''بشرط صحت'' بوئے انکار دیتاہے، یہ جہالت ہے، باجماع علماء دربارۂ فضائل صحت مصطلحہ محدثین کی حاجت نہیں، مع ہذا علامہ عارف باللہ سید عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے اس حدیث کی تصحیح فرمائی۔ علاوہ بریں یہ معنٰی قدیمًا وحدیثًا تصانیف وکلمات ائمہ وعلماء واولیاء وعرفاء میں مذکور ومشہور وملقّی بالقبول رہنے پر خود صحت حدیث کی دلیل کافی ہے،

فان الحدیث یتقوی بتلقی الائمۃ بالقبول کما اشار الیہ الامام الترمذی فی جامعہ وصرح بہ علماؤنا فی الاصول۔	اس لئے کہ حدیث علماء کی طرف سے تلقی بالقبول پاکر قوی ہوجاتی ہے جیسا کہ امام ترمذی نے اپنی جامع میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے، اور ہمارے علماء نے اصول میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔ (ت)

ہاں اسے باعتبار کنہ کیفیت متشابہات سے کہنا وجہ صحت رکھتاہے، واقعہ نہ رب العزت جل وعلی نہ اسکے رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ اللہ تعالٰی نے اپنے نور سے نور مطہر سید انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیونکر بنایا، نہ بے بتائے اس کی پوری حقیقت ہمیں خود معلوم ہوسکتی ہے، اور یہی معنٰی متشابہات ہیں۔

بکر نے جو کہا وہ دفع خیال ضلال عمرو کے لئے کافی ہے، شمع سے شمع روشن ہوجاتی ہے بے اس کے کہ اس شمع سے کوئی حصہ جدا ہو کر یہ شمع بنے اس سے بہتر آفتاب اور دھوپ کی مثال ہے کہ نور شمس نے

[4] المواھب اللدنیۃ المقصد الاول المکتب الاسلامی بیروت ۱/۷۱

جس پر تجلی کہ وہ روشن ہوگیا اور ذات شمس سے کچھ جدا نہ ہوا مگر ٹھیک مثال کی وہاں مجال نہیں، جو کہا جائے گا ہزاراں ہزار وجوہ پر ناقص وناتمام ہوگا، بلاشبہ طریق اسلم قول خالد ہے اور وہی مذہب ائمہ سلف رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔ **واللہ سبحٰنہ و تعالٰی اعلم**

مسئلہ ۴۰: پیش نظر رہے یہ بات کہ میں کوئی عالم وفاضل نہیں ہوں کہ بحث ومباحثہ کا خیال درمیان میں آئے، فقط دریافت کرنے کی غرض سے فدویانہ لکھتاہوں تاکہ میری عقیدے میں جو کچھ غلطی ہو وہ صحیح ہوجائے، مجھ کو ایسا معلوم ہے کہ تمام مخلوقات انسان کا یہ حال ہے کہ غلاظت آلودہ پیدا ہوتے ہیں مگر خدا نے محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ان سب باتوں سے محفوظ رکھا اور تمام مخلوقات پر ان کو بزرگی عنایت فرمائی ہے۔ اگر یہ بات سچی ہے تو حدیث شریف کے معنٰی مجھ کو یوں معلوم ہیں، ملاحظہ فرمائے گا:

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا جابر ان اللہ خلق نور نبیك من نورہ[5]۔	فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اے جابر! تحقیق اللہ تعالٰی نے پیدا کیا ذات نبی تیرے کو اپنے نور سے۔

مثال چراغ کی جو جناب نے فرمائی ہے اس میں مجھ کو شک ہے، چاہتاہوں کہ شک دور ہوجائے، مثلاً ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن کیا اور دوسرے چراغ سے اور بہت سے چراغ روشن کئے گئے، پہلے اور دوسرے میں کچھ کمی نہیں آئی، یہ آپ کا فرمانا صحیح اور بجا ہے لیکن یہ سب چراغ نام اور ذات اور روشنی میں ہم جنس ہیں یا نہیں اور یہ سب مرتبہ برابر ہونے کا رکھتے ہیں یا نہیں؟ **بینوا توجروا** (بیان کرو اجر پاؤ۔ت)

الجواب:

نجاست سے آلودہ پیدا ہونے میں سب مخلوق شریک نہیں، تمام انبیاء علیہم السلام پاک ومنزہ پیدا ہوئے بلکہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرات حسنین رضی اللہ تعالٰی عنہما بھی صاف ستھرے پیدا ہوئے۔ نور کے معنی فضل کے نہیں۔ مثال سمجھانے کو ہوتی ہے نہ کہ ہر طرح برابری بتانے کو۔ قرآن عظیم میں نورالٰہی کی مثال دی "کَمِشْکٰوۃٍ فِیْہَا مِصْبَاحٌ"[6] (جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے۔ت) کہاں چراغ اور قندیل اور کہاں نوررب جلیل، یہ مثال وہابیہ کے اس اعتراض کے دفع کو تھی کہ نورالٰہی سے نور نبوی پیدا ہوا تو نور الٰہی کا ٹکڑا جدا ہونا لازم آیا، اسے بتایا گیا کہ چراغ سے چراغ روشن ہونے

---

[5] المواھب اللدنیۃ المقصد الاول اول المخلوقات المکتب الاسلامی بیروت ۱/۷۱ و ۷۲

[6] القرآن الکریم ۲۴/۳۵

میں اس کا ٹکڑا کٹ کر اس میں نہیں آجاتا۔ جب یہ فانی مجازی نور اپنے نور سے دوسرا نور روشن کردیتا ہے تواس نور الٰہی کا کیا کہنا، نور سے نور پیدا ہونے کا نام وروشنی میں مساوات بھی ضرور نہیں، چاند کا نور آفتاب کی ضیاء سے ہے، پھر کہاں وہ اور کہاں یہ، علم ہیئت میں بتایا گیا ہے کہ اگر چودھویں رات کے کامل چاند کے برابر نوے ہزار چاند ہوں تو روشنی آفتاب تک پہنچیں گے۔ **واللہ تعالٰی اعلم**

مسئلہ ۴۱: از کلکتہ ۹ گووند چند دھر سن لیں مرسلہ حکیم محمد ابراہیم صاحب بنارسی ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللہ کے نور سے پیدا ہیں یا نہیں؟ اگر اللہ کے نور سے پیدا ہوئے نور ذاتی سے یا نور صفاتی سے یا دونوں سے؟ اور نور کیا چیز ہے؟ **بینوا توجروا** (بیان کرو اجر پاؤ گے۔ت)

الجواب:

جواب مسئلہ سے پہلے ایک اور مسئلہ گزارش کرلوں،

لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ[7]**۔ الحدیث۔**	نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مطابق: تم میں سے کوئی آدمی برائی دیکھے تو اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ سے بدل دے اگر ایسا نہ کرسکے تو اپنی زبان سے بدل دے۔الحدیث (ت)

حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ذکر کریم کے ساتھ جس طرح زبان سے درود شریف پڑھنے کا حکم ہے **اللھم صل وسلم وبارك علیه وعلٰی اٰلہ وصحبہ ابدا** (اے اللہ! آپ پر اور آپ کی آل اور آپ کے صحابہ پر ہمیشہ ہمیشہ درودوسلام اور برکت نازل فرما۔ت) درود شریف کی جگہ فقط صاد یا عم یا صلعم یا صللم کہنا ہرگز کافی نہیں بلکہ وہ الفاظ بے معنٰی ہیں اور "**فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ**"[8] میں داخل، کہ ظالموں نے وہ بات جس کا انہیں حکم تھا ایک اور لفظ سے بدل ڈالی "**فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ**"[9] تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا بدلہ ان کی بے حکمی کا۔ یونہی تحریر میں القلم احد اللسانین (قلم دو زبانوں مین سے ایک ہے۔ت)

---

[7] صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان کون النھی عن المنکر من الایمان الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۱

[8] القرآن الکریم ۲/۵۹

[9] القرآن الکریم ۲/۵۹

بلکہ فتاوٰی تاتارخانیہ سے منقول کہ اس میں اس پر نہایت سخت حکم فرمایا اور اسے معاذاللہ تخفیف شان نبوت بتایا۔ طحطاوی علی الدرالمختار میں ہے:

یحافظ علی کتب الصلٰوۃ والسلام علی رسول اللہ ولا یسأم من تکرارہٖ وان لم یکن فی الاصل ویصلی بلسانہ ایضا،ویکرہ الرمز بالصلاۃ والترضی بالکتابۃ بل یکتب ذٰلک کلہ بکمالہ،وفی بعض المواضع عن التتارخانیۃ من کتب علیہ السلام بالھمزۃ والمیم یکفر لانہ تخفیف و تخفیف الانبیاء علیھم الصلٰوۃ والسلام کفر بلاشک، و لعلہ ان صح النقل فھو مقید بقصدہ والا فالظاھر انہ لیس بکفر،نعم الاحتیاط فی الاحتراز عن الایھام و الشبھۃ[10] اھمختصرًا۔	حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود وسلام لکھنے کی محافظت کی جائے اور اس کی تکرار سے تنگ دل نہ ہوا گرچہ اصل میں نہ ہو اور اپنی زبان سے بھی درود پڑھے۔ درود یا رضی اللہ عنہ کی طرف لکھنے میں اشارہ کرنا مکروہ ہے بلکہ پورا لکھنا چاہیے۔ تاتارخانیہ کے بعض مقامات پر ہے کہ جس نے علیہ السلام ہمزہ اور میم سے لکھا،کافر ہوگیا کیونکہ یہ تخفیف ہے اور انبیاء کی تخفیف بغیر کسی شک کے کفر ہے،اور یہ نقل صحیح ہے تو اس میں قصد کی قید ضرور ہوگی ورنہ بظاہر یہ کفر نہیں ہے،ہاں احتیاط ایہام اور شبہ سے بچنے میں ہے۔(ت)

اس کے بعد اصل مسئلہ کا جواب بعون الملک الوھاب لیجئے۔ نور عرف عامہ میں ایک کیفیت ہے کہ نگاہ پہلے اسے ادراک کرتی ہے اور اس کے واسطے سے دوسری اشیائے دیدنی کو۔

قال السید فی تعریفاتہ النور کیفیۃ تدرکھا الباصرۃ اولا وبواسطتھا سائر المبصرات[11]۔	علامہ سید شریف جرجانی نے فرمایا: نور ایک ایسی کیفیت ہے جس کا ادراک قوت باصرہ پہلے کرتی ہے پھر اس کے واسطے سے تمام مبصرات کا ادراک کرتی ہے۔(ت)

اور حق یہ کہ نور اس سے اجلٰی ہے کہ اس کی تعریف کی جائے۔

یہ جو بیان ہوا تعریف الجلی بالخفی ہے کما نبہ علیہ فی المواقف وشرحھا (جیسا کہ مواقف اور

[10] حاشیہ الطحطاوی علی الدرالمختار خطبۃ الکتاب المکتبۃ العربیہ کوئٹہ ۶/۱

[11] التعریفات للجرجانی تحت اللفظ "النور" ۱۵۷۷ دارالکتاب العربی بیروت ص۱۹۵

اس کی شرح میں اس پر تنبیہ کی گئی ہے۔ت) نور بایں معنٰی ایک عرض وحادث ہے اور رب عزوجل اس سے منزہ۔ محققین کے نزدیک نور وہ کہ خود ظاہر ہو اور دوسروں کا مظہر، کما ذکرہ الامام حجۃ الاسلام الغزالی ثم العلامۃ الزرقانی فی شرح المواھب الشریفۃ (جیساکہ حجۃ الاسلام امام غزالی نے پھر شرح مواہب شریف میں علامہ زرقانی نے ذکر فرمایا ہے۔ت) بایں معنی اللہ عزوجل نور حقیقی ہے بلکہ حقیقۃً وہی نور ہے اور آیہ کریمہ "اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ"[12] (اللہ تعالٰی نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔ت) بلا تکلف وبلادلیل اپنے معنی حقیقی پر ہے۔

فان اللہ عزوجل ھو الظاھر بنفسہ المظھر لغیرہ من السمٰوٰت والارض ومن فیھن وسائر المخلوقات۔	کیونکہ اللہ عزوجل بلاشبہ خود ظاہر ہے او راپنے غیر یعنی آسمانوں، زمینوں، ان کے اندر پائی جانے والی تمام اشیاء اور دیگر مخلوقات کو ظاہر کرنے والا ہے۔(ت)

حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بلاشبہ اللہ عزوجل کے نور ذاتی سے پیدا ہیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے:

ان اللہ تعالٰی قد خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نورہ۔ رواہ عبدالرزاق[13] ونحوہ عند البیھقی۔	اے جابر! بیشک اللہ تعالٰی نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ (اس کو عبدالرزاق نے روایت کیا اور بیہقی کے نزدیک اس کے ہم معنٰی ہے۔ت)

حدیث میں "نورہ" فرمایا جس کی ضمیر اللہ کی طرف ہے کہ اسم ذات ہے من نور جمالہ یانور علمہ یانور رحمتہ (اپنے جمال کے نور سے یا اپنے علم کے نور سے یا اپنی رحمت کے نور سے۔ت) وغیرہ نہ فرمایا کہ نور صفات سے تخلیق ہو۔ علامہ زرقانی رحمہ اللہ تعالٰی اسی حدیث کے تحت میں فرماتے ہیں: (من نورہ) ای من نور ھو ذاتہ[14] یعنی اللہ عزوجل نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جو اس نور سے پیدا کیا جو عین ذات الٰہی ہے، یعنی اپنی ذات سے بلاواسطہ پیدا فرمایا، کماسیأتی تقریرہ (جیساکہ اس کی

---

[12] القرآن الکریم ۲۴/۳۵

[13] المواھب اللدنیۃ بحوالہ عبدالرزاق المقصد الاول المکتب الاسلامی بیروت ۱/۷۱

[14] شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ المقصد الاول دارالمعرفہ بیروت ۱/۴۶

تقریر عنقریب آرہی ہے۔ت) امام احمد قسطلانی مواہب شریف میں فرماتے ہیں:

لما تعلقت ارادة الحق تعالٰی بایجاد خلقه ابرز الحقیقة المحمدیة من الانوار الصمدیة فی الحضرة الاحدیة ثم سلخ منها العوالم کلها علوها وسفلها[15]۔	یعنی جب اللہ عزوجل نے مخلوقات کو پیدا کرنا چاہا صمدی نوروں سے مرتبہ ذات صرف میں حقیقت محمدیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ظاہر فرمایا، پھر اس سے تمام علوی و سفلی نکالے۔

شرح علامہ میں ہے:

والحضرة الاحدیة هی اول تعینات الذات واول رتبها الذی لااعتبار فیه لغیر الذات کما هو المشار الیه بقوله صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم کان اللہ ولا شیئ معه ذکره الکاشی[16]۔	یعنی مرتبہ احدیت ذات کا پہلا تعین اور پہلا مرتبہ ہے جس میں غیر ذات کا اصلاً لحاظ نہیں جس کی طرف نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اس ارشاد میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالٰی تھا اور اس کے ساتھ کچھ نہ تھا، اسے سیدی کاشی قدس سرہ نے ذکر فرمایا۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں:

انبیاء مخلوق انداز اسمائے ذاتیہ حق واولیاء از اسمائے صفاتیہ وبقیہ کائنات از صفات فعلیہ وسید رسل مخلوق است از ذات حق و ظہور حق در وے بالذات است[17]۔	انبیاء اللہ کے اسماء ذاتیہ سے پیدا ہوئے اور اولیاء اسمائے صفاتیہ سے، بقیہ کائنات صفات فعلیہ سے، اور سید رسل ذات حق سے، اور حق کا ظہور آپ میں بالذات ہے۔ (ت)

ہاں عین ذات الٰہی سے پیدا ہونے کے یہ معنی نہیں کہ معاذاللہ ذات الٰہی ذات رسالت کیلئے مادہ ہے جیسے مٹی سے انسان پیدا ہو، یا عیاذًا باللہ ذات الٰہی کا کوئی حصہ یا کل، ذات نبی ہوگیا۔ اللہ عزوجل حصے اور ٹکڑے اور کسی کے ساتھ متحد ہوجانے یا کسی شئے میں حلول فرماتے سے پاک ومنزہ ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خواہ کسی شے جزء ذات الٰہی خواہ کسی مخلوق کو عین ونفس ذات الٰہی ماننا کفر ہے۔

[15] المواهب اللدنیة المقصد الاول المکتب الاسلامی بیروت ۱/۵۵

[16] شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة المقصد الاول دار المعرفة بیروت ۱/۲۷

[17] مدارج النبوۃ تکملہ درصفات کاملہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/۶۰۹

اس تخلیق کے اصل معنی تو اللہ ورسول جانیں، جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عالم میں ذات رسول کو تو کوئی پہچانتا نہیں۔ حدیث میں ہے:

یا ابابکر لم یعرفنی حقیقۃ غیر ربی [18]۔	اے ابوبکر! مجھ جیسا میں حقیقت میں ہوں میرے رب کے سوا کسی نے نہ جانا۔

ذات الٰہی سے اس کے پیدا ہونے کے حقیقت کسے مفہوم ہو مگر اس میں فہم ظاہر بیں کا جتنا حصہ ہے وہ یہ ہے کہ حضرت حق عزجلالہ، نے تمام جہان کو حضور پر نور محبوب اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے واسطے پیدا فرمایا، حضور نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔

لولاك لما خلقت الدنیا [19]۔	اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہ بناتا۔ (ت)

آدم علیہ الصلٰوۃ والسلام سے ارشاد ہوا:

لولا محمد ما خلقتك ولا ارضا ولا سماء [20]۔	اگر محمد نہ ہوتے تو میں نہ تمہیں بناتا نہ زمین وآسمان کو۔ (ت)

تو سارا جہان ذات الٰہی سے بواسطہ حضور صاحب لولاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پیدا ہوا یعنی حضور کے واسطے حضور کے صدقے حضور کے طفیل میں۔

لا انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم استفاض الوجود من حضرۃ العزۃ ثم ھو افاض الوجود علی سائر البریۃ کما تزعم کفرۃ الفلاسفۃ من توسیط العقول، تعالٰی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا، ھل من خلاق غیر اللہ۔	یہ بات نہیں کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اللہ سے جود حاصل کیا پھر باقی مخلوق کو آپ نے وجود دیا جیسے فلاسفہ کافر گمان کرتے ہیں کہ عقول کے واسطے دوسری چیزیں پیدا ہوتی ہیں، اللہ تعالٰی ان ظالموں کے اس قول سے بُلند وبالا ہے، کیا اللہ تعالٰی کے علاوہ بھی کوئی خالق ہوسکتا ہے۔ (ت)

[18] مطالع المسرات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۱۲۹

[19] تاریخ دمشق الکبیر باب ذکر عروجہ الی السماء الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۹۷/۳

[20] المواھب اللدنیۃ المقصد الاول المکتب الاسلامی بیروت ۷۰/۱، مطالع المسرات الحزب الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۲۶۴

بخلاف ہمارے حضور عین النور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے کہ وہ کسی کے طفیل میں نہیں، اپنے رب کے سوا کسی کے واسطے نہیں تو وہ ذات الٰہی سے بلاواسطہ پیدا ہیں۔ زرقانی شریف میں ہے:

ای من نورھو ذاتہ لابمعنی انھا مادۃ خلق نورہ منھا بل بمعنی تعلق الارادۃ بہ بلاواسطۃ شیئ فی وجودہ[21]۔	یعنی اس نور سے جو اللہ کی ذات ہے، یہ مقصد نہیں کہ وہ کوئی مادہ ہے جس سے آپ کا نور پیدا ہوا بلکہ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کا ارادہ آپ کے نور سے بلا کسی واسطہ فی الوجود کے متعلق ہوا۔ (ت)

یا زیادہ سے زیادہ بغرض توضیح ایک کمال ناقص مثال یوں خیال کیجئے کہ آفتاب نے ایک عظیم وجمیل وجلیل آئینہ پر تجلی کی، آئینہ چمک اٹھا اور اس کے نور سے اور آئینے اور پانیوں کے چشمے اور ہوائیں اور سائے روشن ہوئے آئینوں اور چشموں میں صرف ظہور نہیں بلکہ اپنی اپنی استعداد کے لائق شعاع بھی پیدا ہوئی کہ اور چیز کو روشن کرسکے کچھ دیواروں پر دھوپ پڑی، یہ کیفیتیں نور سے متکیف ہیں اگرچہ اور کو روشن نہ کریں جن تک دھوپ بھی نہ پہنچی، وہ ہوائے متوسط نے ظاہر کیں جیسے دن میں مسقّف دالان کی اندرونی دیواریں ان کا حصہ صرف اسی قدر ہوا کہ، کیفیت نور سے بہرہ نہ پایا، پہلا آئینہ خود ذات آفتاب سے بلاواسطہ روشن ہے اور باقی آئینے چشمے اس کے واسطے سے اور دیواریں وغیرہا واسطہ در واسطہ پھر جس طرح وہ نور کہ آئینہ اول پر پڑا بعینہٖ آفتاب کا نور ہے بغیر اس کے آفتاب خود یا اس کا کوئی حصہ آئینہ ہوگیا ہو، یونہی باقی آئینے اور چشمے کہ اس آئینے سے روشن ہوئے اور دیوار وغیرہ اشیاء پر ان کی دھوپ پڑی یا صرف ظاہر ہوئیں، ان سب پر بھی یقیناً آفتاب ہی کا نور اور اسی سے ظہور ہے، آئینے اور چشمے فقط واسطہ وصول ہیں، ان کی حد ذات میں دیکھو تو یہ خود نور تو نور، ظہور سے بھی حصہ نہیں رکھتے۔

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتو آں ہر کجامی نگری انجمنے ساختہ اند

(اس گھر میں ایک چراغ ہے جس کی تابش سے تو جہاں دیکھتا ہے انجمن بنائے ہوئے ہیں)

یہ نظر محض ایک طرح کی تقریب فہم کے لئے ہے جس طرح ارشاد ہوا: "مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ" [22]۔ (اس کے نور کی مثال ایسے ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے۔ ت) ورنہ کجا چراغ اور کجا وہ نور حقیقی، "وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى" [23] (اور اللہ کی شان سب سے بُلند ہے۔ ت)

[21] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ المقصد الاول دار المعرفت بیروت ۱/۴۶

[22] القرآن الکریم ۲۴/۳۵

[23] القرآن الکریم ۱۶/۶۰

توضیح صرف ان دو باتوں کی منظور ہے ایک یہ کہ دیکھو آفتاب سے تمام اشیاء منور ہوئیں بے اسکے آفتاب خود آئینہ ہوگیا یا اس میں سے کچھ جدا ہو کر آئینہ بنا، دوسرے یہ کہ ایک آئینہ نفس ذات آفتاب سے بلاواسطہ روشن ہے باقی بوسائط، ورنہ حاشا کہاں مثال اور کہاں وہ بارگاہ جلال۔ باقی اشیاء سے کہ مثال میں بالواسطہ منور مانیں آفتاب حجاب میں ہے اور اللہ عزوجل ظاہر فوق کل ظاہر ہے، آفتاب ان اشیاء تک اپنے وصول نور میں وسائط کا محتاج ہے اور اللہ عزوجل احتیاج سے پاک، غرض کسی بات میں نہ تطبیق مراد نہ ہر گز ممکن، حتی کہ نفس وساطت بھی یکساں نہیں، کما لایخفٰی وقد اشرنا الیہ (جیسا کہ پوشیدہ نہیں اور ہم نے اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ت)

سیدی ابو سالم عبداللہ عیاشی، ہم استاذ علامہ محمد زرقانی تلمیذ علامہ ابوالحسن شبراملسی اپنی کتاب "الرحلہ" پھر سیدی علامہ عشماوی رحمہم اللہ تعالٰی جمیعًا ''شرح صلاۃ'' حضرت سیدی احمد بدوی کبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ میں فرماتے ہیں:

انما یدرکہ علی حقیقتہ من عرف معنی قول تعالٰی: اللہ نور السمٰوٰت والارض وتحقیق ذٰلک علی ماینبغی لیس مما یدرک ببضاعۃ العقول ولا مما تسلط علیہ الاوھام وانما یدرک بکشف الٰھی واشراق حقہ من اشعۃ ذٰلک النور فی قلب العبد فیدرک نور اللہ بنورہ و اقرب تقریر یعطی القرب من فھم۔ معنی الحدیث انہ لما کان النور المحمدی اول الانوار الحادثۃ التی تجلی بھا النور القدیم الازلی وھو اول التعینات للوجود المطلق الحقانی وھو مدد کل نور کائن اویکون وکما اشرق النور الاول فی حقیقتہ فتنورت بحیث صارت ھو نورا اشرق نورہ المحمدی علی حقائق الموجودات شیئا	اس کا ادراک حقیقۃً وہی شخص کر سکتا ہے جو اللہ تعالٰی کے ارشاد اللہ نور السمٰوٰت والارض کا معنی جانتا ہے کیونکہ وہم اور عقل کے ذرائع اس کا حقیقی ادراک نہیں کر سکتے، اس کو تو صرف بندے کے دل میں اس نور کو اللہ تعالٰی کی عطا کردہ شعاؤں سے ہی سمجھا جاسکتا ہے، پس ''نور اللہ'' کو اس نور ہی کے ذریعے سے سمجھا جاسکتا ہے۔ حدیث کے معنٰی کو سمجھنے کے لئے قریب ترین یہ ہے کہ نور محمدی جب قدیم اور ازلی نور کی پہلی تجلی ہے تو کائنات میں بھی اللہ تعالٰی کے وجود کا وہی سب سے پہلا مظہر ہے اور وجود میں آنے والے تمام نوروں کی اصل قوت ہے۔ جب یہ نور اول چمکا اور منور ہوا تو اس نور محمدی نے تمام موجودات پر درجہ بدرجہ اپنی چمک ڈالی تو بلا واسطہ یا واسطوں کی کمی بیشی کے اعتبار سے ہر چیز اپنی استعداد کے

فشیئا فھی تستمد منه علی قدر تنورھا بحسب کثرۃ الوسائط وقلتھا وعدمھا وکلما اشرق نورہ علی نوع من انواع الحقائق ظھر النور فی مظھر الاقسام فقد کان النور الحادث اولا شیئا واحدا ثم اشرق فی حقیقة اخری فاستنارت بنورہ تنورا کاملا یحسب ما تقتضیه حقیقتھا فحصل فی الوجود الحادث نوران مفیض ومفاض وفی نفس الامر لیس ھناك الا نورا واحدا اشرق فی قابل الاستنارۃ یتنور بتعددات المظاھر والظاھر واحد ثم کذلك کلما اشرق فی محل ظھر بصورۃ الانقسام وقد یشرق نور المفاض علیه ایضًا بحسب قوته علی قوابل اخر فتنور بنورہ فیحصل انقسام اخر بحسب المظاھر وکلھا راجعة الی النور الاول الھادث اما بواسطة او بدونھا۔

قال وھذا غایة ما اتصل الیه العبارۃ فی ھذا التقریر ومثل فی قصر باعه وعدم تضلعه من العلوم الالٰھیة ان زاد فی التقریر خشی علی واقرب مثال یضرب لذلك نور المصباح تصبح منه مصابیح کثیرۃ وھو فی نفسه باق علی ما ھوا علیه لم ینقص منه شیئ واقرب من ھذا المثال الی التحقیق و ابعد عن الافھام نور الشمس المشرق فی الاھلة والکوا کب علی

مطابق چمک اٹھی اور تمام حقائق واقسام اس نور کی چمک سے اس کے مظہر بن گئے، یوں وجود میں آنے والا پہلا نور ایک تھا لیکن اسکی چمک سے دوسرے حقائق بھی اپنی حقیقت کے مطابق اس نور سے منور ہوتے چلے گئے اور کائنات میں نور در نور بن گئے جبکہ وجود میں نور کی سرف دو ہی قسمیں، ایک فیض دینے والا اور دوسرا فیض پانے والا، حالانکہ نفس الامری حقیقت میں یہ دونوں نور ایک ہی ہیں، یہ ایک حقیقی نور ہی قابل اشیاء مین چمک پیدا کرکے متعدد مظاہر ہیں ہوتا ہے اور تمام اقسام میں ہر قسم کی صورت میں چمکتا ہے اسی طرح فیض یافتہ نور بھی اپنی استعداد کے مطابق دوسری قابل اشیاء میں چمک پیدا کرکے ان کو منور کرتا ہے جس سے مزید مظاہرات کی اقسام حاصل ہوتی ہیں جبکہ یہ تمام انوار بالواسطہ یا بلاواسطہ سب سے پہلے نور سے ہی مستفیض ہیں۔

اس تقریر کے لئے یہ انتہائی محتاط عبارت ہے جو علوم الٰہیہ کے موافق ہے، اس سے زائد عبارت خطرناک ہوسکتی ہے۔ اس تقریر کی مناسب مثال وہ چراغ ہے جس سے بے شمار چراغ روشن ہوئے، اس کے باوجود وہ اپنی اصل حالت پر باقی ہے اور اس کے نور میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی، مزید واضح مثال سورج ہے جس سے تمام سیارے روشن ہیں جن کا اپنا کوئی نور نہیں ہے۔ بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ سورج کا نور ان سیاروں میں منقسم ہوگیا ہے

القول بأن الکل مستنیر بنورہ ولیس لھا نور من ذاتھا فقد یقال بحسب النظر الاول ان نور الشمس منقسم فی ھذہ الاجرام العولیۃ وفی الحقیقۃ لیس ھذا الا نور ھا وھو قائم بھا لم ینقص منہ شیئ ولم یزایلھا منہ شیئ ولٰکنہ اشرق فی اجرام قابلۃ الاستنارۃ فاستنارت۔	جبکہ فی الواقع ان سیاروں میں سورج ہی کا نور ہے جو سورج سے نہ تو جدا ہوا اور نہ ہی کم ہوا، سیارے تو صرف اپنی قابلیت کی بنا پر چمکتے ہیں اور سورج کی روشنی سے منور ہوئے۔
واقرب من ھذا الالفھم مایحصل فی الاجرام السفلیۃ من اشراق اشعۃ الشمس علی الماء اوقوار الزجاج فیستنیر مایقابلھا من الجدران بحیث یلمح فیھا نور کنور الشمس مشرق بأشراقہ ولم ینفصل شیئ من نور المشس عن محلہ الی ذٰلك المحل ومن کشف اللہ حجاب الغفلۃ عن قلبہ و اشرقت الانوار المحمدیۃ علی قلبہ یصدق اتباعہ لہ ادرك الامر ادراکا اخر لا یحتمل شکا ولا وھما۔	مزید سمجھ کے لئے پانی اور شیشے پر پڑنے والی سورج کی شعاعوں کو دیکھا جائے جن کا عکس پانی یا شیشے کے بالمقابل دیوار پر پڑتا ہے جس سے دیوار روشن ہو جاتی ہے، دیوار پر یہ روشنی سورج ہی کا نور ہے جو بالواسطہ دیوار پر پڑا کیونکہ براہ راست دیوار پر سورج کا نہیں پڑا اور نہ ہی یہ نور سورج سے جدا ہوا، اس کے باوجود یہ نور سورج کا ہی ہے، جب اللہ تعالٰی کسی کے قلب کو حجاب غفلت سے پاک کرتا ہے اور وہ دل انوار محمدیہ سے منور ہوتا ہے تو پھر اس کا ادراک ایسا کامل ہوتا ہے کہ اس میں شک اور وہم کا احتمال نہیں ہوتا۔
نسأل اللہ تعالٰی ان ینور بنور العلم الالٰھی بصائر نا و یحجب عن ظلمات الجل سرائرنا ویغفرلنا ما اجترأنا علیہ من الخوض فیما لسنا لہ بأھل ونسألہ ان لایؤاخذنا بما تقتضیہ	اللہ تعالٰی سے دعا ہے کہ وہ ہماری بصیرت کو اپنے علم کے نور سے منور فرمائے اور ہمارے باطن کو جہالت کے اندھیروں سے محفوظ فرمائے، اور جن امور میں ہم غور کرنے کے اہل نہیں ان پر ہماری جسارت کو معاف فرمائے اور اس جناب

العبارۃ من تقصیر فی حق ذٰلك الجناب[24] اھ مختصرًا۔	میں ہماری کی کوتاہیوں پر مواخذہ نہ فرمائے آمین !اھ مختصرًا(ت)۔

اس تقریر منیر سے مقاصد مذکورہ کے سوا چند فائدے اور حاصل ہوئے:

اولاً: یہ بھی روشن ہوگیا کہ تمام عالم نور محمدی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کیونکر بنا۔ بے اس کے کہ نور حضور تقسیم ہوا یا اس کا کوئی حصہ این وآں بنا ہو۔ اور یہ کہ وہ جو حدیث میں ارشاد ہوا کہ پھر اس نور کے چار حصے کئے، تین سے قلم ولوح وعرش بنائے، چوتھے کے پھر چار حصے کئے الی آخرہٖ، یہ اس کی شعاوں کا انقسام جیسے ہزار آئینوں میں آفتاب کا نور چمکے تو وہ ہزار حصوں پر منقسم نظر آئے گا، حالانکہ آفتاب منقسم نہ ہوا نہ اس کا کوئی حصہ آئینوں میں آیا۔

واندفع مااستشکلہ العلامۃ الشبراملسی ان الحقیقۃ الواحدۃ لاتنقسم ولیست الحقیقۃ المحمدیہ الا واحدۃ من تلك الاقسام والباقی ان کان منھا ایضا فقد اقسمت وان کان غیرھا فما معنی الاقسام وحاول الجواب وتبعہ فیہ تلمیذہ العلامۃ الزرقانی بان المعنی انہ زادفیہ "لا انہ قسم ذٰلك النور الذی ھو نور المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا الظاھر انہ حیث صورہ بصورۃ مماثلۃ لصورۃ التی سیصیر علیھما لایقسمہ الیہ والٰی غیرہ[25] اھ۔ وحاصل جوابہ کما قررۃ تلمیذہ	اس (مذکورہ بالا تقریر سے) علامہ شبر املسی کا اعتراض ختم ہوا (اعتراض) حقیقۃ واحدہ تقسیم نہیں ہوتی کیونکہ حقیقت محمدیہ ان اقسام میں ایک قسم ہے، اور اگر باقی اقسام اسی (حقیقت) سے ہیں تو یہ حقیقت تقسیم ہوگئی اور اگر باقی چیزیں اس حقیقت کی غیر ہیں تو انقسام کا کیا مطلب، پھر انہوں نے (علامہ شبر املسی) نے خود ہی جواب دیا اور علامہ زرقانی شاگرد رشید علامہ شبر املسی نے ان کی اتباع کی۔ (جواب) حقیقت یہ ہے کہ الہ نے اس میں اضافہ کیا نہ کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نور کو تقسیم کیا کیونکہ یہ یقینی بات ہے کہ اللہ نے ان کو ایک ایسی صورت مثالی عطا کی جس پر حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تخلیق ہونی تھی تو اسے تقسیم نہیں کیا جائے گا۔ ان کے جواب کا خلاصہ جسے ان کے شاگرد

[24] الرحلۃ لعلی بن علی الشبر املسی

[25] شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ المقصد الاول دار المعرفۃ بیروت ۱/۴۶

العیاشی وان معنی الانقسام زیادة نور علی ذٰلك النور المحمدی فیؤخذ ذٰلك الزائد ثم یزادعلیه نوراٰخر ثم کذٰلك الی اٰخر الاقسام .قال العیاشی وھذا جواب مقنع بحسب الظاھر والتحقیق واللہ تعالٰی اعلم وراء ذٰلك اھ [26] ثم ذکر مانقلنا عنه اٰنفاوراٰیتنی کتبت علی ھامش الزرقانی مانصه۔	علامہ عیاشی نے بیان کیا ہے کہ انقسام کا معنٰی نور محمدی پر اضافے کے ہیں، پھر اس زائد کو لے لیا اس پر ایک دوسرے نور کا اضافہ کیا۔اسی طرح آخری تقسیم تک سلسلہ جاری رہا۔ عیاشی نے کہا کہ ظاہر کے لحاظ سے یہ جواب کافی ہے اور تحقیق اس کے علاوہ اللہ جانتا ہے اھ۔ پھر اس نے وہی ذکر کیا جو ابھی ہم نے اس سے نقل کیا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے زرقانی پر حاشیہ لکھا جس کی نص یہ ہے۔
اقول:تبع فیه شیخه الشبرملسی الحق انه لا معنی له فانه اذن لایکون التخلیق من نورہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم وھو خلاف المنصوص والمراد [27] اھ۔	**اقول:** (میں (احمد رضا خاں) کہتا ہوں) کہ اس (عیاشی) نے اس مسئلہ میں اپنے شیخ شبراملسی کی پیروی کی لیکن حق یہ ہے کہ یہ ایک بے معنٰی بات ہے کیونکہ اس صورت میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نور سے تخلیق نہ ہوگی، یہ نص اور مراد کے خلاف ہے۔
اقول:ویمکن الجواب بان المراد انه تعالٰی کساہ شعاعا اکثر مما کان ثم فصل من شعاعه شیئا فقسمه کما تأخذہ الملئکة شیئا من الا شعة المحیطة بالکواکب فترمی به مسترقی السمع ویقال بذٰلك ان النجوم لھا رجوم ولٰکن منح المولٰی تعالٰی من ذٰلك	**اقول:** (میں کہتا ہوں) اس کا جواب یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ نے آپ کے نور کو پہلی شعاع سے زائد شعاع عطا کی پھر اس سے کچھ جدا کیا، پھر اس کی تقسیم کی جیسے فرشتے ان شعاعوں میں سے جو ستاروں کو محیط ہیں، لے کر چھپ کر سننے والے شیطانوں کو مارتے ہیں اس لئے کہا جاتا ہے کہ نجوم کے لئے رجوم ہے۔اس روشن تقریر سے مولٰی تعالٰی

[26]

[27] حاشیة امام احمد رضا علی شرح الزرقانی

التقریر المنیر ما اغنی عن کل تکلف وللہ الحمد وقد کان منح للعبد الضعیف ثم رأیت فی شرح العشماوی جزاہ اللہ تعالٰی عنی وعن المسلمین خیرًا کثیرًا اٰمین!	نے ہر تکلیف سے بے نیازی عطافرمائی۔اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔اللہ تعالٰی نے یہ تقریر اس عبد ضعیف کو القاء فرمائی پھر میں نے اس کو عشماوی کی شرح میں دیکھا۔اللہ تعالٰی میری طرف سے اور تمام مسلمانوں کی طرف سے انکو بہت زیادہ جزاء خیر عطافرمائے۔آمین۔(ت)

ثانیًا اقول: یہ شبہ بھی دفع ہوگیاکہ خلق میں کفار ومشرکین بھی ہیں، وہ محض ظلمت ہیں تونور مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کیونکر بنے اورنرے نجس ہیں تواس نور پاک سے کیونکر مخلوق مانے گئے۔وجہ اندفاع ہماری تقریر سے روشن، ظلمت ہو یانور، جس نے خلعت وجود پایاہے اس کے لئے تجلی آفتاب وجود سے ضرور حصہ ہے اگرچہ نورنہ ہو صرف ظہور ہو **کماتقدم** (جیساکہ آگے آئے گا۔ت) اور شعاع شمس ہر پاک وناپاک جگہ پڑتی ہے وہ جگہ فی نفسہٖ پاک ہے اس سے دھوپ ناپاک نہیں ہوسکتی۔

ثالثًا اقول: یہ بھی ظاہر ہوگیاکہ جس طرح مرتبہ وجود میں سرف ایک ذات حق ہے باقی سب اسی کے پرتو وجود سے موجود، یونہی مرتبہ ایجاد میں صرف ایک ذات مصطفٰی ہے باقی سب پراسی کے عکس کا فیضان وجود، مرتبہ کون میں نور احدی آفتاب ہے اور تمام عالم اس کے آئینے اور مرتبہ تکوین میں نوراحمدی آفتاب ہے اور سارا جہان اس کے آئینے، وفی ھذا اقول (اوراسی سلسلہ میں میں کہتاہوں):

خالق کل الورٰی ربك لاغیرہ　　نورك کل الورٰی غیرك لم لیس لن

ای لم یوجد ولیس موجودا ولن یوجد ابدا[28]۔

(کل مخلوق کا پیدا کرنے والا آپ کا رب ہی ہے، آپ ہی کا نور کل مخلوق ہے اور آپ کا غیر کچھ بھی نہ تھا، نہ ہے، نہ ہوگا۔ت)

رابعًا اقول: نور اَحدی تو نوراحدی، نور احمدی پر بھی یہ مثال منیر مثال چراغ سے احسن واکمل ہے، ایک چراغ سے بھی اگرچہ ہزاروں چراغ روشن ہوسکتے ہیں بے اس کے کہ ان چراغوں میں اس کا کوئی حصہ آئے مگر دوسرے چراغ صرف حصول نور میں اسی چراغ کے محتاج ہوئے، بقاء میں

[28] بستان الغفران مجمع بحوث الامام احمد رضا کراچی ص ۲۲۳

اس سے مستغنی ہیں، اگر انہیں روشن کرکے پہلے چراغ کو ٹھنڈا کردیجئے ان کی روشنی میں فرق نہ آئے گا نہ روشن ہونے کے بعد ان کو اس سے کوئی مدد پہنچ رہی ہے مع ہذا کسب نور کے بعد ان میں اور اس چراغ اول میں کچھ فرق نہیں رہتا سب یکساں معلوم ہوتے ہیں۔بخلاف نور محمدی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ عالم جس طرح اپنی ابتدائے وجود میں اس کا محتاج تھا کہ وہ نہ ہوتا تو کچھ نہ بنتا یونہی ہر شے اپنی بقا میں اس کی دست نگر ہے، آج اس کا قدم درمیان سے نکال لیں تو عالم دفعۃً فنائے محض ہوجائے ؎

وہ جو نہ تھے کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے [29]

نیز جس طرح ابتدائے وجود میں تمام جہان اس سے مستفیض ہوا بعد وجود بھی ہر آن اسی کی مدد سے بہرہ یاب ہے، پھر تمام جہان میں کوئی اس کے مساوی نہیں ہوسکتا۔یہ تینوں باتیں مثال آفتاب سے روشن ہیں، آئینے اس سے روشن ہوئے اور جب تک روشن ہیں اسی کی مدد پہنچ رہی ہے اور آفتاب سے علاقہ چھوٹتے ہیں فورًا اندھیرے ہیں پھر کتنے ہی چمکیں سورج کی برابری نہیں پاتے۔یہی حال ایک ذرہ عالم عرش وفرش اور جو کچھ ان میں ہے اور دنیا وآخرت اور ان کے اہل اور انس وجن وملک وشمس وقمر وجملہ انوار ظاہر وباطن حتی کہ شموس رسالت علیہم الصلٰوۃ والتحیۃ کا ہمارے آفتاب جہاں تاب بعالم مآب علیہ الصلٰوۃ والسلام من الملک الوہاب کے ساتھ ہے کہ ہر ایک ایجاد امداد وابتداء وبقاء میں ہر حال، ہر آن ان کا دست نگر، ان کا محتاج ہے **وللہ الحمد** (اور سب تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں۔ت) ؎

امام اجل محمد بوصیری قدس سرہ، ام القرٰی میں عرض کرتے ہیں: ؎

کیف ترقی رقیك الانبیاء یاسماء ماطاولتھا سماء

لم یساووك فی علاك وقد حا ل سنا منك دونھم وسناء

انما مثلوا صفاتك للنا س کما مثل النجوم الماء [30]

(یعنی انبیاء حضور کی سی ترقی کیونکر کریں، اے وہ آسمان رفعت جس سے کسی آسمان نے بُلندی میں مقابلہ نہ کیا، انبیاء حضور کے کمالات عالیہ میں حضور کے ہمسر نہ ہوئے، حضور کی جھلک اور بُلندی نے ان کو حضور تک پہنچنے سے روک دیا، وہ تو حضور کے صفتوں کی

[29] حدائق بخشش مکتبہ رضویہ کراچی حصہ دوم ص۷۹

[30] ام القرٰی فی مدح خیر الورٰی الفصل الاول حزب القادریۃ لاہور ص۶

ایک شبیہ لوگوں کو دکھاتے ہیں جیسے ستاروں کا عکس پانی دکھاتا ہے۔)

یہ وہی تشبیہ و تقریر ہے جو ہم نے ذکر کی، وہاں ذات کریم وافاضہ انوار کا ذکر تھا لہذا آفتاب سے تمثیل دی، یہاں صفات کریمہ کا بیان ہے لہذا ستاروں سے تشبیہ مناسب ہوئی۔ مطالع المسرات میں ہے:

اسمہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم محی حیٰوۃ جمیع الکون بہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فھو روحہ وحیوتہ وسبب وجودہٖ وبقائہٖ[31]۔	حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام پاک محی ہے، زندہ فرماتے والے، اس لئے کہ سارے جہان کی زندگی حضور سے ہے تو حضور تمام عالم کی جان وزندگی اور اس کے وجود وبقاء کے سبب ہیں۔

اسی میں ہے:

ھو صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم روح الاکوان وحیاتھا وسر وجودھا ولولاہ لذھبت وتلاشت کما قال سید عبد السلام رضی اللہ تعالٰی عنہ ونفعنا بہ ولا شیئ الا ھو بہ منوط اذلولا الواسطۃ لذھب کما قیل الموسوط[32]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تمام عالم کی جان وحیات و سبب وجود ہیں حضور نہ ہوں تو عالم نیست ونابود ہو جائے کہ حضرت سیدی عبدالسلام رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ عالم میں کوئی ایسا نہیں جو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ نہ ہو، اس لئے کہ واسطہ نہ رہے تو جو اس کے واسطہ سے تھا آپ ہی فنا ہو جائے۔

ہمزیہ شریف میں ارشاد فرمایا: ؎

کل فضل فی العٰلمین فمن فضل النبی استعارۃ الفضلاءِ[33]

(جہان والوں میں جو خوبی جس کسی میں ہے وہ اس نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فضل سے مانگ کر لی ہے۔)

[31] مطالع المسرات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص۹۹

[32] مطالع المسرات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۲۶۳

[33] ام القرٰی فی مدح خیر الورٰی الفصل السادس حزب القادریۃ لاہور ص۱۹

امام ابن حجر مکی افضل القری میں فرماتے ہیں:

لانه الممدلهم اذهو الوارث للحضرة الا لٰهية و المستمد منها بلا واسطة دون غيره فانه لايستمد منها الا بواسطته فلا يصل لكامل منها شيئ الا وهو من بعض مددہ وعلٰی یدیہ[34]۔	تمام جہان کی امداد کرنے والے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں اس لئے کہ حضور ہی بارگاہ الٰہی کے وارث ہیں بلاواسطہ خدا سے حضور ہی مدد لیتے ہیں اور تمام عالم مدد الٰہی حضور کی وساطت سے لیتا ہے تو جس کامل کو خوبی ملی وہ حضور ہی کی مدد اور حضور ہی کے ہاتھ سے ملی۔

شرح سیدی عشماوی میں ہے:

نعمتان ماخلا موجود عنهما نعمة الا يجاد ونعمة الامداد وهو صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الواسطة فیهما اذلو لاسبقة وجودہ ماوجد موجود ولو لا وجود نورہ فی ضمائر الکون لتهدمت دعائم الوجود فهو الذی وجد اولا وله تبع الوجود وصار مرتبطابه لااستغناء له عنه[35]۔	کوئی موجود، دو نعمتوں سے خالی نہیں، نعمت ایجاد و نعمت امداد۔ اور ان دونوں میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہی واسطہ ہیں کہ حضور پہلے موجود نہ ہولیتے تو کوئی چیز وجود نہ پاتی اور عالم کے اندر حضور کا نور موجود نہ ہو تو وجود کے ستون ڈھے جائیں تو حضور ہی پہلے موجود ہوئے اور تمام جہان حضور کا طفیلی اور حضور سے وابستہ ہوا جسے کسی طرح حضور سے بے نیازی نہیں۔

ان مضامین جمیلہ پر بکثرت ائمہ وعلماء کے نصوص جلیلہ فقیر کے رسالہ "سلطنة المصطفٰی فی ملکوت کل الورٰی" میں ہیں، وللہ الحمد۔

خامسًا: ہماری تقریر سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ حضور خود نور ہیں تو حدیث مذکور میں **نور نبیك** کی اضافت بھی **من نورہ** کی طرح بیانیہ ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اظہار نعمت الٰہیہ کے لئے عرض کی **واجعلنی نورًا**[36] (اور اے اللہ! مجھے نور بنا دے۔ت) اور خود رب العزة

---

[34] افضل القرٰی لقراء ام القری (شرح ام القرٰی)

[35] شرح مقدمة العشماوی

[36] الخصائص الکبرٰی باب الآیة فی انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لم یکن یرٰی لہ ظل مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۱/۶۸

عزجلالہ نے قرآن عظیم میں ان کو نور فرمایا:

"قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۙ۝۱۵ "[37]۔	بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔(ت)

پھر حضور کے نور ہونے میں کیا شبہ رہا۔

اقول: اگر نور نبیك میں اضافت بیانیہ نہ لو بلکہ نور سے وہی معنی مشہور یعنی روشنی کہ عرض و کیفیت ہے مراد لو تو سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اول مخلوق نہ ہوئے بلکہ ایک عرض وصفت، پھر وجود موصوف سے پہلے صفت کا وجود کیونکر ممکن؟

لاجرم حضور ہی خود وہ نور ہیں کہ سب سے پہلے مخلوق ہوا۔

فلا حاجة الی ماقال العلامة الزرقانی رحمه الله من انه لایشکل بان النور عرض لایقوم بذاته لان هذا من خرق العوائد[38] اھ ورأیتنی کتبت یلیه لم لایقال فیه کما ستقولون فی قرینه من نورہٖ ان الاضافة بیانیة[39] اھ۔ **اقول:** خرق العوائد لاکلام فیه والقدرة متسعة و لکن وجود الصفة بدون الموصوف مما لا یعقل لانها ان قامت بغیرہ لم تکن صفة له بل لغیرہ او بنفسها لم تکن صفة اصلا اذ لا صفة الا المعنی القائم بغیرہ فاذا	تو اب علامہ زرقانی کے اس قول کی حاجت نہ رہی اور یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ نور عرض ہے، قائم بذاتہٖ نہیں ہے کیونکہ یہ خرق عادت ہے۔ میں نے اس پر لکھا کہ یہ اعتراض کیوں نہ کیا جائے کہ آپ من نورہٖ میں اضافت بیانیہ نہیں مانتے۔ **اقول:** (میں (احمد رضا خاں) کہتا ہوں) کہ خرق عادت میں تو کوئی کلام نہیں اور خدا کی قدرت بہت وسیع ہے لیکن صفت کا وجود بغیر موصوف کے سمجھ میں نہیں آسکتا (کیونکہ ایسی صفت کی دو ہی صورتیں ہیں) موصوف کے غیر کے ساتھ قائم ہوتو موصوف کی صفت نہ ہوگی بلکہ غیر کی ہوگی اور اگر قائم بنفسہا ہو تو صفت ہی نہ ہوئی

[37] القرآن الکریم ۵/۱۵

[38] شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة المقصد الاول دار المعرفة بیروت ۱/۴۶

[39]

قام بنفسه لم يكن صفة وعرضابل جوهرا وكونه عرضا مع قيامه بنفسه جمع للضدين والقدرة تعالية عن التعلق بالمحالات العقلية ووزن الاعمال بمعنى وزن الصحف والبطاقات كما في حديث احمد و الترمذي وابن ماجة وابن حبان والحاكم وصححه وابن مردوية واللالكائي والبيهقي في البعث عن عبدالله بن عمرو بان عاص رضي الله تعالٰى عنهما قال قال رسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم: "ان الله سيخلص رجلًا من امتي على رأس الخلائق يوم القيٰمة فينشر عليه تسعة وتسعين سجلا كل سجل مثل مدالبصر ثم يقول اتنكر من هذا شيئا اظلمك كتبتي الحافظون فيقول لا يارب، فيقول افلك عذر، قال لا يارب۔ فيقول بلٰى ان لك عندنا حسنة وانه لا ظلم عليك اليوم فتخرج بطاقة فيها اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله فيقول احضر وزنك۔ فيقول يارب ماهٰذه البطاقة مع هذه السجلات، فيقول انك لاتظلم۔ قال فتوضع السجلات في

کیونکہ صفت کہتے اسے ہیں جو غیر کے ساتھ قائم ہو، جب وہ قائم بنفسہا ہو تو وہ نہ صفت ہوئی اور نہ ہی عرض بلکہ جوہر ہوئی اور یہ (کہنا) کہ عرض اور قائم بنفسہٖ بھی ہے تو یہ اجتماع ضدّین لازم آتا ہے (اور اجتماع ضدین باطل ہے) اور قدرت الٰہیہ محالات عقلیہ سے متعلق نہیں ہوتی وزن اعمال (جو کہا جاتا ہے) بایں معنٰی ہے کہ کاغذ اور صحیفے تو لے جائینگے جیسے کہ حدیث میں آیا ہے جسے احمد، ترمذی، ابن حبان، حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔ ابن مردویہ، امام لالکائی اور بیہقی نے قیامت کی بحث میں عبداللہ بن عمرو العاص رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالٰی میری امت میں سے ایک شخص کو چن لے گا، پھر اس کے سامنے ننانوے رجسٹر کھولے جائیں گے اور ہر رجسٹر حد نگاہ تک ہوگا، پھر اسے کہا جائے گا تو اس سے انکار کرتا ہے یا میرے فرشتوں (کراماً کاتبین) نے تم پر ظلم کیا ہے؟ وہ کہے گا: اے میرے رب! نہیں۔ اللہ فرمائے گا: کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟ بندہ کہے گا: نہیں۔ اللہ فرمائے گا: ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے، آج تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ پھر ایک کاغذ نکالا جائے گا جس پر کلمہ شہادت لکھا ہوگا۔ اللہ فرمائے گا: جا اس کا وزن کرا۔ بندہ عرض کرے گا کہ ان رجسٹروں کے سامنے اس کاغذ کی کیا حیثیت ہے۔ اللہ فرمائے گا تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

كفة والبطاقة فى كفة فطاشت السجلات وثقلت البطاقة فلا يثقل مع اسم الله شيئ[40]۔	فرماتے ہیں کہ پھر ایک پلڑے میں ننانوے رجسٹر رکھے جائیں گے اور دوسرے میں وہ کاغذ (جس پر کلمہ شریف لکھا ہوگا) چنانچہ رجسٹروں کا پلڑا ہلکا ہوگا اور کاغذ کا بھاری، اور اللہ کے نام کے مقابلے میں کوئی چیز وزنی نہ ہوگی۔(ت)

بالجملہ حاصل حدیث شریف یہ ٹھہرا کہ اللہ تعالٰی نے محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ذات پاک کو اپنی ذات کریم سے پیدا کیا یعنی عین ذات کی تجلی بلاواسطہ ہمارے حضور ہیں باقی سب ہمارے حضور کے نور وظہور ہیں، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلٰی اٰلہٖ وصحبہٖ وبارك وكرم۔ واللہ سبحانہ، وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۴۲: از کلکتہ، مچھوا بازار، اسٹریٹ نمبر ۲۱، متصل چولیا مسجد، مرسلہ حکیم اظہر علی صاحب ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ

بحضور اقدس جناب مولانا مدظلہ العالی! یہ اشتہار ترسیل خدمت ہے، اگر صحیح ہو تو اس پر صاد کر دیا جائے۔ والاجواب مفصل ترقیم فرمائیں والادب۔ اظہر علی عفی عنہ

نقل اشتہار

ربِّ زدنی علماً (اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔ت) نور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا اللہ تعالٰی کا ذاتی نور جزء ذات یا عین ذات کا ٹکڑا نہیں بلکہ پیدا کیا ہوا، نور مخلوق ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

[40] جامع الترمذی ابواب الایمان باب ماجاء فی من یموت وھو یشھد الخ امین کمپنی دہلی ۲/ ۸۸، المستدرك للحاکم كتاب الایمان فضیلۃ الشھادۃ لاالٰہ الا اللہ دارالفکر بیروت ۱/ ۶، مواردالظمأن الی زوائد ابن حبان حدیث ۲۵۲۳ المطبعۃ السلفیۃ ص ۶۲۵، کنزالعمال حدیث ۱۰۹ و ۱۴۲۱ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱/ ۴۴ و ۲۹۶، سنن ابن ماجۃ ابواب الزھد باب مایرجٰی من رحمۃ اللہ یوم القیٰمۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۸، مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ بن عمرو المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۱۳

اول ما خلق اللہ نوری، اول ماخلق اللہ القلم ،اول ما خلق اللہ العقل۔کذا فی تاریخ الخمیس[41] وسر الاسرار۔	سب سے پہلے اللہ تعالٰی نے میرے نور کو پیدافرمایا، سب سے پہلے اللہ تعالٰی نے قلم کو پیدا فرمایا، سب سے پہلے اللہ تعالٰی نے عقل کو پیدا فرمایا، تاریخ خمیس اور سرالاسرار میں یونہی ہے۔(ت)

اور ذاتی نور کہنے سے نور رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو جزء ذات یا عین ذات یا ٹکڑا ذات خدائے تعالٰی کا کہنا لازم آتا ہے، یہ کلام کفر ہے اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا قدیم ہونا لازم آتا ہے کیونکہ ذاتی کے معنی اگر اصطلاحی لئے جائیں تو جز خدا یا عین خدا یا ٹکڑا ذات خدا کا ہونا لازم آتا ہے، یہی کلام کفر ہے اور عقائد بعض جہّال کے یہی ہیں، اس سبب سے نور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو نور ذاتی یا ذاتی نور یا اللہ تعالٰی کی ذات کا ٹکڑا نہ کہنا چاہیے، اگر نور رسول خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو نور خدا یا نور مخلوق خدا یا نور ذات خدا یا نور جمال خدا کہے تو کہنا جائز ہے جیسا کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃاللہ علیہ نے پنی کتاب سرالاسرار میں فرمایا ہے:

لما خلق اللہ تعالٰی روح محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اولا من نور جمالہ[42]۔	سب سے پہلے اللہ تعالٰی نے روح محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اپنے نور جمال سے پیدافرمایا۔(ت)

اور حدیث قدسی میں آیا ہے:

خلقت روح محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من نور وجھی[43] کما قال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اول ماخلق اللہ روحی اول ماخلق اللہ نوری[44]۔	میں نے روح محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اپنی ذات کے نور سے پیدا فرمایا جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالٰی نے میری روح کو پیدافرمایا، سب سے پہلے اللہ تعالٰی نے میرے نور کو پیدافرمایا۔(ت)

کیونکہ ایک چیز کو دوسرے کی طرف اضافت کرنے سے جزء اس کا یا عین اس کالازم نہیں آتا ہے کیونکہ

[41] تاریخ الخمیس مطلب اول المخلوقات مؤسسۃ شعبان بیروت ۱/۱۹، مرقاۃ المفاتیح کتاب الایمان تحت الحدیث ۹۴ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۱/۲۹۱

42

43

[44] تاریخ الخمیس مطلب اول المخلوقات مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱/۱۹

مضاف ومضاف الیہ کے درمیان مغائرت شرط ہے۔ چنانچہ بیت اللہ وناقۃ اللہ ونوراللہ وروح اللہ، پس ثابت ہوا کہ نور رسول خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نور مخلوق خدا یا نور ذات خدا یا نور جمال خدا ہے، نور ذاتی یعنی اللہ تعالٰی کی ذات کا ٹکڑا وجزو عین نہیں ہے، **واللہ تعالٰی اعلم بالصواب۔**

المشتہر: عبدالمہیمن قاضی علاقہ تھانہ بہو بازار وغیرہ کلکتہ

الجواب:

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نور بلا شبہ اللہ عزوجل کے نور ذاتی یعنی عین ذات الٰہی سے پیدا ہے جیسا کہ ہم نے پہلے فتوے میں تصریحات علمائے کرام سے محقق کیا اور اس کے معنی بھی وہیں مشرّح کردیے۔ حاش للہ! یہ کسی مسلمان کا عقیدہ کیا گمان بھی نہیں ہوسکتا کہ نور رسالت یا کوئی چیز معاذاللہ ذات الٰہی کا جز یا اس کا عین ونفس ہے، ایسا اعتقاد ضرور کفر وارتداد۔

ای ادعاء الجزئیۃ مطلقًا والعینیۃ بمعنی الاتحاد ای ھو ھو فی مرتبۃ الفرق اما ان الوجود واحد والموجود واحد فی مرتبۃ الجمع والکل ظلالہ وکعوسہ فی مرتبۃ الفرق فلاموجود الا ھو فی مرتبۃ الحقیقۃ الذاتیۃ اذلاحظ لغیرہ فی حد ذاتہ من الجود اصلاجملۃ واحدۃ من دونہ ثنیافحق واضح لاشك فیہ۔	یعنی جزئیت کا دعوی کرنا مطلقًا اور عینیت بمعنی اتحاد کا دعوی کرنا یعنی مربہ فرق میں نور محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عین ذات خدا ہے (کفر ہے) لیکن یہ اعتقاد کہ بے شک وجود ایک ہے اور موجود ایک ہے مرتبہ جمع میں اور تمام موجودات مربہ فرق میں اسی کے ظل اور عکس ہیں۔ چنانچہ مرتبہ حقیقت ذاتیہ میں اس کے سوا کوئی موجود نہیں کیونکہ حد ذات میں اس کے ماسوا کسی کے لئے بغیر کسی استثناء کے بالکل وجود سے کوئی حصہ نہیں، (یہ اعتقاد) خالص حق ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ (ت)

مگر نور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کا نور ذاتی کہنے سے نہ عین ذات یا جزء ذات ہونا لازم، نہ مسلمانوں پر بد گمانی جائز، نہ عرف عام علماء وعوام میں اس سے یہ معنی مفہوم، نہ نور ذات کہنے کو نور ذاتی کہنے پر کچھ ترجیح جس سے وہ جائز اور یہ ناجائز ہو۔

اولًا: ذاتی کی یہ اصطلاح کہ عین ذات یا جزء ماہیت ہو، خاص ایسا غوجی کی اصطلاح ہے، علماء عامہ کے عرف عام میں نہ یہ معنے مراد ہوتے ہیں نہ ہرگز مفہوم، عام محاورہ میں کہتے ہیں یہ میں اپنے

ذاتی علم سے کہتا ہوں یعنی کسی کی سنی سنائی نہیں۔ یہ مسجد میں نے اپنے ذاتی روپیہ سے بنائی ہے یعنی چندہ وغیرہ مال غیر سے نہیں۔ ائمہ اہل سنت جن کا عقیدہ ہے کہ صفات الٰہیہ عین ذات نہیں، اللہ عزوجل کے علم وقدرت و سمع وبصر وارادہ وکلام وحیات کو اس کی صفت ذاتی کہتے ہیں۔ حدیقہ ندیہ میں ہے:

اعلم بان الصفات التی هی لاعین الذات ولا غیرها انما هی الصفات الذاتیة[45] الخ۔	بیشک وہ صفات جو اللہ تعالٰی کے نہ عین اور نہ غیر ہیں، صرف وہ ذاتی صفات ہیں۔ (ت)

علامہ سید شریف قدس سرہ الشریف رسالہ "تعریفات" میں فرماتے ہیں:

الصفات الذاتیة هی مایوصف الله تعالٰی بها ولا یوصف بضدها نحو القدرة والعزة والعظمة وغیرها[46]۔	ذاتی صفات وہ ہیں جن سے اللہ تعالٰی موصوف ہے اور ان کی ضد سے موصوف نہیں جیسے قدرت، عزت، عظمت وغیرہا۔ (ت)

وجوب ذاتی وامتناع ذاتی وامکان ذاتی کا نام حکمت وکلام وفلسفہ وغیرہا میں سنا ہوگا یعنی ان الذات تقتجی لذاتها الوجود او العدم (یعنی بلاشبہ ذات اپنی ذات کے اعتبار سے وجود یا عدم کا تقاضا کرتی ہے۔ ت) **اولاً** ان میں کوئی بھی اپنے موصوف کا نہ عین ذات ہے نہ جزء بلکہ مفہومات اعتبار یہ ہیں جن کے لئے خارج میں وجود نہیں **کما حقق فی محله** (جیسا کہ اس کے محل میں اس کی تحقیق کردی گئی ہے۔ ت) یونہی اصلین اعنی علم کلام وعلم اصول فقہ میں افعل کے حسن ذاتی وقبح ذاتی کا مسئلہ اور اسمیں ہمارے آئمہ ماتریدیہ کا مذہب سنا ہوگا حالانکہ بداہۃً حسن وقبح نہ عین فعل ہیں نہ جزء فعل۔ محقق علی الاطلاق تحریر الاصول میں فرماتے ہیں:

مما اتقفقت فیه العراض والعادات واستحق به المدح والذم فی نظر العقول جمیعا لتعلق مصالح الکل به لایفید بل هو المراد بالذاتی للقطع بان مجرد حرکة الید قتلا ظلما لاتزید حقیقتها علی حقیقتها	جس میں اغراض وعادات متفق ہوں اور اس کے سبب سے مدح وذم کا استحقاق ہو کیونکہ سب کے مصالح اس سے متعلق ہیں یہ قول غیر مفید ہے بلکہ ذاتی سے مراد وہی ہے، اس لئے کہ یہ بات قطعی ہے کہ قتل کے لئے بطور ظلم محض حرکت ید کی حقیقت بطور عدل اس کی حرکت

[45] الحدیقة الندیة الباب الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/۲۵۴

[46] التعریفات للجرجانی ۸۷۰ (الصفات الذاتیه) دار الکتاب العربی بیروت ص ۱۱۱

کی حقیقت سے زائد نہیں۔اگر ذاتی مقتضائے ذات ہوتا تو ان دونوں کالازم حسن وقبح کے اعتبار سے متحد ہوجاتا کیونکہ ذاتی سے مراد وہ ہے کہ عقل اس کے ساتھ جزم کرے کسی فعل کے لئے صفت سے، محض اس کے متعقل ہونے کی وجہ سے اس ذات کی صفت سے جس کے ساتھ وہ قائم ہے اسی کے اعتبار سے اس کو عدل وحسن یااس کی ضد کے ساتھ متصف کیاجاتاہےاھ (ت)	عدلا،فلو کان الذاتی مقتضی الذات اتحد لازمهما حسنا وقبحا،فانما یراد(ای بالذاتی)ما یجزم به العقل لفعل من الصفة بمجرد تعقله کائناعن صفة نفس من قام به فباعتبارها یوصف بانه عدل حسن اوضده[47] اھ

ثانیًا: ذاتی میں یائے نسبت ہے،ذاتی منسوب بہ ذات اور متغائرین میں ہر اضافت مصحح نسبت جو چیز دوسرے کی طرف مضاف ہوگی وہ ضرور اس کی طرف منسوب ہوگی کہ اضافت بھی ایک نسبت ہی ہے،توجب نور ذات کہنا صحیح ہے تو نور ذاتی کہنا بھی قطعًا صحیح ہوگا ورنہ نسبت ممتنع ہوگی تونورذات کہنا بھی باطل ہوجائے گاھذا خلف۔

ثالثًا: نورذات کہنا جس کاجواز مانع کو بھی تسلیم ہے اس میں اضافت بیانیہ ہویعنی وہ نور کہ عین ذات الٰہی ہے تو معاذاللہ نور رسالت کا عین ذات الوہیت ہونا لازم آتاہے پھر یہ کیوں نہ منع ہوا،اگر کہئے کہ یہ معنے مراد نہیں بلکہ اضافت لامیہ ہےاوراس کی وجہ تشریف جیسے بیت اللہ وناقة اللہ وروح اللہ ،تواسی معنٰی پر نور ذاتی میں کیاحرج ہے یعنی وہ نور کہ ذات الٰہی سے نسبت خاصہ ممتازہ رکھتاہے۔شرح المواھب للعلامۃ الزرقانی میں ہے:

اضافت تشریفیہ ہےاوریہ بتاتاہے کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عجیب مخلوق ہیں اور بارگاہ ربوبیت میں آپ کو خاص نسبت ہے جیسے "وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ" [49](اور میں اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دوں۔(ت)	اضافة تشریف واشعار بانه خلق عجیب وان له شانا له مناسبة ما الی الحضرة الربوبیة علی حد قوله تعالٰی ونفخ فیه من روحه[48]۔

---

[47] تحریر الاصول المقالۃ الثانیہ الباب الاول الفصل الثانی مصطفی البابی مصر ص۲۲۵و۲۲۶

[48] شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ المقصد الاول دارالمعرفۃ بیروت ۱/۴۶

[49] القرآن الکریم ۱۵/۲۹ و ۳۸/۷۲

رابعًا: نور ذاتی میں اگر ایک معنٰی معاذاللہ کفر ہیں کہ ذاتی کو اصطلاح فن ایسا غوجی پر حمل کریں جو ہر گز قائلوں کی مراد نہیں بلکہ غالبًا ان کو معلوم بھی نہ ہو گی تو نور ذات یا نور اللہ کہنے میں جن کا جواز از خود مانع کو مسلّم ہے عیاذًا باللہ متعدد وجہ پر معانی کفر ہیں۔

ہم نے فتوی دیگر میں بیان کیا کہ نور کے دو ۲ معنی ہیں: ایک ظاہر بنفسہٖ مظہر لغیرہٖ، بایں معنٰی اگر اضافت بیانیہ لو تو نور رسالت عین ذات الٰہی ٹھہرے اور یہ کفر ہے۔ اور اگر لامیہ لو تو یہ معنی ہوں گے کہ وہ نور کہ آپ بذاب خود ظاہر اور ذات الٰہی کا ظاہر کرنے والا ہے، یہ بھی کفر ہے۔ دوسرے معنی یہ کیفیت و عرض جسے چمک، جھلک، اجالا، روشنی کہتے ہیں اس معنٰی پر اضافت بیانیہ لو تو کفر عینیت کے علاوہ ایک اور کفر عرضیت عارض ہوگا کہ ذات الٰہی معاذاللہ ایک عرض و کیفیت قرار پائی، اور اگر لامیہ لو تو کسی کی روشنی کہنے سے غالبًا یہ مفہوم کہ یہ کیفیت اس کو عارض ہے جیسے نور شمس و نور قمر و نور چراغ، یوں معاذاللہ اللہ عزوجل محل حوادث ٹھہرے گا، یہ بھی صریح ضلالت و گمراہی و منجر بہ کفر لزومی ہے، ایسے خیالات سے اگر نور ذاتی کہنا ایک درجہ ناجائز ہوگا تو نور ذات و نور اللہ کہنا چار درجے، حالانکہ ان کا جواز مانع کو مسلّم ہونے کے علاوہ نور اللہ تو خود قرآن عظیم میں وارد ہے:

"یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ اللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۸" [50]۔ "یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ یَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۳۲" [51]۔	اللہ تعالٰی کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ تعالٰی اپنے نور کو تام فرمانے والا ہے اگرچہ کافر ناپسند کریں۔ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا، پڑے برا مانیں کافر۔ (ت)

حدیث میں ہے:

اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور الله [52]۔	مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ نور اللہ سے دیکھتا ہے۔ (ت)

خامسًا: مضاف و مضاف الیہ میں اگر معائرت شرط ہے تو منسوب و منسوب الیہ میں

---

[50] القرآن الکریم ۸/۶۱

[51] القرآن الکریم ۳۲/۹

[52] سنن الترمذی کتاب التفسیر حدیث ۳۱۳۸ دار الفکر بیروت ۸۸/۵، کنز العمال حدیث ۳۰۷۳۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۸۸/۱۱

کیا شرط نہیں۔

سادساً بلکہ اس طور پر جو مانع نے اختیار کیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پہلے مخلوق الٰہی نہ رہیں گے، دو چیزیں حضور سے پہلے مخلوق قرار پائیں گی اور یہ خلافت حدیث وخلافت نصوص ائمہ قدیم وحدیث۔ حدیث میں ارشاد ہوا:

یاجابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء نورنبیك من نورہٖ[53]۔	اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا۔

یہاں دو اضافتیں ہیں: نور نبی ونور خدا۔ اور مشتہر کے نزدیک اضافت میں مغائرت شرط ہے تو نور نبی غیر ہو اور نور خدا غیر خدا، اور غیر خدا جو کچھ ہے مخلوق ہے تو نور خدا مخلوق ہوا اور اس نور سے نور نبی بنا، تو ضرر نور خدا نور نبی سے پہلے مخلوق تھا اور نو نبی باقی سب اشیاء سے پہلے بنا، اور اشیاء میں خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ہیں، تو نور نبی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے بنا اور اس سے پہلے نور خدا بنا، تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو مخلوق پہلے ہوئے، یہ محض باطل ہے۔

سابعاً: حل یہ ہے کہ ایسا غوجی میں ذاتی مقابل عرضی ہے بایں معنی اللہ عزوجل نور ذاتی ونور عرضی، دونوں سے پاک ومنزہ ہے مگر وہ یہاں نہ مراد نہ مفہوم اور عام محاورہ میں ذاتی مقابل صفاتی واسمائی ہے اور یہاں یہی مقصود، بایں معنٰی اللہ عزوجل کے لئے نور ذاتی ونور صفاتی ونور اسمائی سب ہیں کہ اس کی ذات وصفات واسماء کی تجلیاں ہیں، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تجلی ذات اور انبیاء واولیاء وسائر خلق اللہ تجلی اسماء وصفات ہیں جیسا کہ ہم نے فتوائے دیگر میں شیخ محقق سے نقل کیا، رحمہ اللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم وصلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہ سیدنا محمد وّاٰلہٖ وسلم۔

---

[53] المواھب اللدنیۃ المقصد الاول المکتب الاسلامی بیروت ۱/۷۱

تقریظ عـــہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

اللھم لك الحمد فقیر غفرلہ المولی القدیر نے فاضل فاضل، عالم عامل، حامی السنۃ، ماحی الفتنۃ، مولٰنا مولوی حبیب علی صاحب علوی ایدہ اللہ تعالٰی بالنور العلوی کی یہ تحریر منیر مطالعہ کی فجزاہ اللہ عنہ نبیہ المصطفٰی الجزاء الاوفٰی۔

مسئلہ بحمد اللہ تعالٰی واضح ومکشوف اور مسلمانوں میں مشہور ومعروف ہے، فقیر کے اس میں تین رسائل ہیں۔

(۱) قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام علیہ وعلٰی اٰلہ الصلٰوۃ والسلام۔

عـــہ: یہ تقریظ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز نے مولانا حبیب علی علوی کے رسالہ پر لکھی تھی، بریلی کے ذخیرہ مسودات سے مولانا محمد ابراہیم شاہدی پوپنوری نے ۸ رجب المرجب ۱۳۶۳ھ کو نقل کی۔ یہ نقل محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رحمہ اللہ تعالٰی کے ذخیرہ کتب سے راقم کو ۲۲ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ کو دستیاب ہوئی جو پیش نظر مجموعہ رسائل میں شامل کی جارہی ہے۔

اس مجموعہ میں حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نورانیت کے موضوع پر ایک اور سایہ نہ ہونے کے موضوع پر تین رسائل شامل ہیں۔

محمد عبدالقیوم قادری۔

(۲) نفی الفیئ عمن استنار بنورہ کل شیء صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۳) ھدی الحیران فی نفی الفیئی عن سید الاکوان علیہ الصلٰوۃ والسلام الاتمان الاکملان۔

یہاں جناب مجیب مصیب سلمہ القریب کی تائید میں بعض کلام ائمہ کرام علمائے اعلام کا اضافہ کروں۔ امام جلیل جلال الملۃ والدین سیوطی رحمہ اللہ تعالٰی خصائص الکبری شریف میں فرماتے ہیں:

باب الاٰیۃ فی انہ لم یکن یری لہ ظل، اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لم یکن یرٰی لہ ظل فی شمس ولا قمر، قال ابن سبع من خصائصہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان ظلہ کان لایقع علی الارض وانہ کان نورا فکان اذ مشٰی فی الشمس اوالقمر لاینظر لہ ظل قال بعضھم و یشھد لہ حدیث، قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی دعائہ واجعلنی نورًا[54]۔	اس نشانی کا بیان کہ حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ نہیں دیکھا گیا۔ حکیم ترمذی نے حضرت ذکوان سے روایت کی کہ سورج اور چاند کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ نظر نہیں آتا تھا۔ ابن سبع نے کہا: آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا کیونکہ آپ نور ہیں، آپ جب سورج اور چاندنی کی روشنی میں چلتے تو سایہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ بعض نے کہا کہ اس کی شاہد وہ حدیث ہے جس میں آپ نے دعا فرماتے ہوئے کہا: اے اللہ! مجھے نور بنادے۔ (ت)

موذج اللبیب فی خصائص الحبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں فرماتے ہیں:

لم یقع ظلہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولارئی لہ ظل فی شمس ولا قمر قال ابن سبع لانہ کان نورا، وقال رزین لغلبۃ انوارہ[55]۔	حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ نہ ہی سورج اور چاند کی روشنی میں آپ کا سایہ دکھائی دیتا تھا۔ ابن سبع نے کہا آپ کے نور ہونے کی وجہ سے اور رزین نے کہا آپ کے انوار کے غلبہ کی وجہ سے۔ (ت)

امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالٰی افضل القرٰی لقراء ام القرٰی زیر قول ماتن رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

[54] الخصائص الکبرٰی باب الآیۃ فی انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لم یکن یرٰی لہ ظل مرکز اہلسنت گجرات ہند ۱/۶۸

[55] انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب

لم یساووك فی علاك وقد حا ل سنا منك دونهم سنا[56]

(انبیاء علیہم الصلوات والسلام فضیلت میں آپ کے برابر نہ ہوئے آپ کی چمک اور رفعت آپ تک ان کے پہنچنے سے مانع ہوئی۔ت)

فرماتے ہیں:

هذا مقتبس من تسمیته تعالٰی لنبیه نورا فی نحو قوله تعالٰی "قد جاء کم من الله نور وکتاب مبین"، وکان صلی الله تعالٰی علیه وسلم یکثر الدعاء بان الله یجعل کلا من حواسه واعضائه وبدنه نورًا اظهار الوقوع ذٰلک، وتفضل الله تعالٰی علیه به لیزداد شکره وشکر امته علی ذٰلک، کما امرنا بالدعاء الذی فی اٰخر سورة البقرة مع وقوعه، وتفضل الله تعالٰی به لذٰلك ومما یؤید انه صلی الله تعالٰی علیه وسلم صار نورا انه کان اذا مشٰی فی الشمس والقمر لم یظهر له ظل لانه لایظهر الا لکثیف وهو صلی الله تعالٰی علیه وسلم قد خلصه	یہ ماخوذ ہے ان آیات کریمہ سے جن میں اللہ تعالٰی نے اپنے نبی کا نام نور رکھا ہے، جیسے آیت کریمہ قد جاء کم من الله نور وکتاب مبین (تحقیق آیا تمھارے پاس اللہ تعالٰی کی طرف سے نور اور روشن کتاب) نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کثرت سے یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اللہ تعالٰی آپ کے تمام حواس، اعضا اور بدن کو نور بنادے۔ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یہ دعا اس بات کو ظاہر کرنے کے لئے فرماتے کہ اس کا وقوع ہو چکا ہے اور اللہ تعالٰی نے اپنے فضل سے آپ کو مجسم نور بنادیا ہے تاکہ آپ اور آپ کی امت اس پر اللہ تعالٰی کا بکثرت شکریہ ادا کرے۔ جیسا کہ اللہ تعالٰی نے ہمیں سورہ بقرہ کی آخری آیات میں واقع دعا مانگنے کا حکم دیا ہے باوجودیکہ اللہ تعالٰی کے فضل سے اس کا وقوع ہو چکا ہے۔ آپ کی نورانیت کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ جب آپ سورج اور چاند کی روشنی میں چلتے تو آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا کیونکہ سایہ تو کثیف چیز کا ظاہر ہوتا ہے جبکہ آپ کو اللہ نے تمام

[56] ام القرٰی فی مدح خیر الورٰی الفصل الاول حزب القادریة لاہور ص۶

عربی	ترجمہ
الله سائر الکثائف الجسامنیة وصیرہ نورا صرفالا یظھر لہ ظل اصلا[57]۔	جسمانی کثافتوں سے پاک فرمادیا ہے اور آپ کو خالص نور بنا دیا ہے، چنانچہ آپ کا سایہ بالکل ظاہر نہیں ہوتا تھا۔

علامہ سلیمان جمل ہمزیہ میں فرماتے ہیں:

عربی	ترجمہ
لم یکن لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ظل یظھر فی الشمس ولاقمر[58]۔	سورج اور چاند کی روشنی میں حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ (ت)

علامہ حسین بن محمد دیار بکری کتاب الخمیس فی احوال انفس نفیس میں لکھتے ہیں:

عربی	ترجمہ
لم یقع ظلہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علی الارض و لارئی لہ ظل فی شمس ولاقمر[59]۔	حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا اور نہ ہی سورج وچاند کی روشنی میں نظر آتا تھا (ت)

بعینہٖ اسی طرح نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی الاطہار میں ہے۔ علامہ سیدی محمد زرقانی شرح مواہب شریف میں فرماتے ہیں:

عربی	ترجمہ
لم یکن لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ظل فی شمس ولاقمر لانہ کان نورا کما قال ابن سبع وقال رزین لغلبۃ انوارہ وقیل حکمۃ ذلك صیانتہ عن یطاء کافر علی ظلہ رواہ الترمذی الحکیم عن ذکوان ابی صالح السمان الزیات المدنی او ابی عمر والمدنی مولی عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنھا وکل منھا ثقۃ من التابعین	حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ شمس وقمر کی روشنی میں نمودار نہ ہوتا تھا بقول ابن سبع آپ کی نورانیت کی وجہ سے اور بقول رزین غلبۂ انوار کی وجہ سے۔ اور کہا گیا ہے کہ عدم سایہ کی حکمت یہ ہے کہ کوئی کافر آپ کے سایہ پر پاؤں نہ رکھے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے ذکوان ابو صالح السمان زیات مدنی سے یا ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے آزاد کردہ غلام ابو عمرو مدنی سے، اور وہ دونوں ثقہ تابعین

[57] افضل القرٰی لقراء ام القرٰی (شرح ام القرٰی) شرح شعر ۲ المجمع الثقافی ابوظبی ۱/۱۲۸ و ۱۲۹

[58] الفتوحات الاحمدیہ علی متن الھمزیۃ لسلیمان جمل، المکتبہ التجاریہ الکبری مصر، ص ۵

[59] تاریخ الخمیس، القسم الثانی النوع الرابع۔ مؤسسۃ شعبان۔ بیروت، ص ۱/۲۱۹

فھو مرسل لکن روی ابن المبارك وابن الجوزی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما لم یکن للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ظل ولم یقم مع الشمس قط الا غلب ضوء ضوء السراج[60]۔	میں سے ہیں، لہذا یہ حدیث مرسل ہے۔ لیکن ابن مبارک اور ابن جوزی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا کہ آپ کا سایہ نہ تھا آپ جب سورج کی روشنی یا چراغ کی روشنی میں قیام فرماتے تو آپ کی چمک سورج اور چراغ کی روشنی پر غالب آجاتی تھی۔(ت)

فاضل محمد بن صبان اسعاف الراغبین میں ذکر خصائص نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں لکھتے ہیں:

وانہ لافییٔ لہ[61]۔ (بے شک آپ کا سایہ نہ تھا۔ت)

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ الشریف فرماتے ہیں: ؎

چوں فنائش از فقر پیرایہ شود   او محمد دار بے سایہ شود[62]

(جب اس کی فنا فقر سے آراستہ ہو جاتی ہے تو وہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرح بغیر سایہ کے ہو جاتا ہے۔ت)

ملک العلماء بحر العلوم مولانا عبدالعلی قدس سرہ، اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

در مصرع ثانی اشارہ بہ معجزہ آں سرور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم است کہ آں سرور راسایہ نمی افتاد[63]۔	دوسرے مصرع میں سرورعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اس معجزہ کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر واقع نہیں ہوتا تھا۔

یہاں اس مسئلہ مسلمہ کے منکر وہابیہ ہیں اور اسمٰعیل دہلوی کے غلام اور اسمٰعیل کو غلامی حضرت مجدد کا ادعاء اور حضرت شیخ مجدد جلد ثالث مکتوبات، مکتوب صدم میں فرماتے ہیں:

اور را صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سایہ نبود در عالم	رسول انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔

[60] شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیہ، المقصد الثالث، الفصل الاول، دار المعرفۃ بیروت ۴/۲۲۰

[61] اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفٰی واھل بیتہ الطاھرین الباب الاول مصطفی البابی مصر ص۷۹

[62] مثنوی معنوی در صفت آں بیخود کہ در بقائی حق فانی شدہ است الخ نورانی کتب خانہ پشاور ص۱۹

[63]

شہادت سایہ ہر شخص لطیف ترست وچوں لطیف ترازوے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نباشد اوراسایہ چہ صورت دارد علیہ وعلٰی آلہ الصلوات والتسلیمات[64]۔	عالم شہادت میں ہر شخص کا سایہ اس سے زیادہ لطیف ہوتا ہے۔چونکہ آپ سے بڑھ کر کوئی شیئ لطیف نہیں ہے لہٰذا آپ کے سایہ کی کوئی صورت نہیں بنتی۔آپ پر اور آپ کی آل پر درود وسلام ہو۔(ت)

اسی کے مکتوب ۱۲۲میں فرمایا:

واجب راتعالٰی چرا ظل بود کہ ظل موہم تولید بہ مثل ست و منبی از شائبہ عدم کمال لطافت اصل،ہرگاہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم را از لطافت ظل نبود خدائے محمد را چگونہ ظل باشد[65]اھ۔جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔	واجب تعالٰی کا سایہ کیسے ہوسکتا ہے کہ سایہ تو مثل کے پیدا ہونے کا وہم پیدا کرتا ہے اور عدم کمال لطافت کے شائبہ کی خبر دیتا ہے۔جب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ بوجہ آپ کی لطافت کے نہ تھا آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خدا جل وعلا کا سایہ کیونکر ہوسکتا ہے۔(ت)

اقول:(میں کہتاہوں۔ت)مطالع المسرات شریف میں امام اہلسنت سیدنا ابوالحسن اشعری رحمہ الہ تعالٰی سے:

انہ تعالٰی نور لیس کالانوار والروح النبویۃ القدسیۃ لمعۃ من نورہ والملئکۃ شرر تلك الانوار[66]۔	اللہ تعالٰی نور ہے مگر انوار کی مثل نہیں اور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی روح اقدس اللہ تعالٰی کے نور کا جلوہ ہے اور ملائکہ ان انوار کی جھلک ہیں۔(ت)

پھر اس کی تائید میں حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

اول ماخلق اللہ نوری ومن نوری خلق کل شیئ[67]۔	اللہ تعالٰی نے سب سے پہلے میرا نور بنایا اور میرے نور سے تمام اشیاء کو پیدا فرمایا(ت)

[64] مکتوبات امام ربانی مکتوب صدم نولکشور لکھنؤ جلد سوم ص۱۸۷

[65] مکتوبات امام ربانی مکتوب ۱۲۲ نولکشور لکھنؤ جلد سوم ص۲۳۷

[66] مطالع المسرات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص۲۶۵

[67] مطالع المسرات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص۲۶۵

جب ملائکہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نور سے بنے، سایہ نہیں رکھتے تو حضور کہ اصل نور ہیں جن کی ایک جھلک سے سب ملک بنے کیونکر سایہ سے منزہ نہ ہوں گے۔ جب کہ ملائکہ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نور سے بنے، بے سایہ ہوں، زاور مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ نور الٰہی سے بنے، سایہ رکھیں۔

حدیث میں ہے کہ آسمانوں میں چار انگل جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ اپنی پیشانی رکھے سجدہ میں نہ ہو، ملائکہ کے سایہ ہوتا تو آفتاب کی روشنی ہم تک کیونکر پہنچتی یا شاید پہنچتی تو ایسی جیسے گھنے پیڑ میں سے چھن کر خال خال بندکیاں نور کے سائے کے اندر نظر آتی ہیں، ملائکہ تو لطیف تر ہیں، نار کے لئے سایہ نہین بلکہ ہوا کے لئے سایہ نہیں بلکہ عالم نسیم کی ہوا کہ ہوائے بالا سے کثیف تر ہے اس کا بھی سایہ نہیں ورنہ روشنی کبھی نہ ہوتی بلکہ ہوا میں ہزاروں لاکھوں ذرے اور قسم قسم کے جانور بھرے پڑے ہیں کہ خوردبین سے نظر آتے ہیں اور بعض بے خوردبین بھی، جبکہ دھوپ کسی بند مکان میں روزن سے داخل ہو ان میں کسی کے سایہ نہیں۔ یہ سب تو قبول کرلیں گے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے تن اقدس کی ایسی لطافت کس دل سے گوارا ہو کہ حضور کے لئے سایہ نہ تھا۔ جانے دو، یہاں ان ذروں کی باریکی جسم کا حیلہ لوگے، آسمان میں کیا کہوگے؟ اتنا بڑا جسم عظیم کہ تمام زمین کو محیط اور اس کا ایک ذرا سا ٹکڑا جس میں آفتاب ہے سارے کرہ زمین سے تین سو چھبیس حصے بڑا ہے، اسی کا سایہ دکھا دیجئے، اس کا سایہ پڑتا تو قیامت تک تمہیں دن کا منہ دیکھنا نصیب نہ ہوتا، ہاں ہاں یہی جو نیلگوں چھت ہمیں نظر آتی ہے، یہی پہلا آسمان ہے، قرآن عظیم یہی بتاتا ہے:

قال تعالٰی "اَفَلَمْ یَنْظُرُوْۤا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَیْفَ بَنَیْنٰهَا وَ زَیَّنّٰهَا وَ مَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ۝"[68]۔	(اللہ تعالٰی نے فرمایا:) کیا نہیں دیکھتے اپنے اوپر آسمان کو، ہم نے اسے کیسے بنایا اور آراستہ کیا اور اس میں کہیں شگاف نہیں۔

اور فرماتا ہے: "وَّ زَیَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِیْنَ۝" [69]۔ ہم نے آسمان کو دیکھنے والوں کے لئے آراستہ کیا۔

اور اگر فلاسفہ یونانی کی فضلہ خوری سے یہی مانئے کہ جو نظر آتا ہے فلک نہیں، کرہ بخار ہے۔

[68] القرآن الکریم ۵۰/۶

[69] القرآن الکریم ۱۵/۱۶

جب ہمارا مطلب حاصل کہ اتنا بڑا جسم عظیم عنصری سایہ نہیں رکھتا، اسے آسمان کہو یا کرہ بخار، ہیئات جدیدہ کا کفر اوڑھو کہ آسمان کچھ ہے ہی نہیں، یہ جو نظر آتا ہے محض موہوم وبے حقیقت حد نگاہ ہے، تو ایک بات ہے مگر آسمانی کتاب پر ایمان لا کر آسمان سے انکار کرنا ناممکن۔
غرض جب دلیل قاہر سے ثابت کہ جسم عنصری کے لئے سایہ ضروری نہیں، تو نیچریوں کی طرح خلاف نیچر ہونے کا جو ہمیانہ استبعاد تھا وہ اوڑھ لیا، پھر کیا وجہ کہ ائمہ کرام طبقۃً فطبقۃً جو فضیلت ہمارے حبیب اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے نقل فرماتے ہیں اور مقبول ومقرر رکھتے آئے اور عقل ونقل سے کوئی اس کا واقع نہیں، تسلیم نہ کیا جائے یا اس میں چون وچرا برتی جائے اسے سوائے مرض قلب کے کیا کہیے، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فضائل کو بیمار دل گوارا نہیں کرتا "یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ"[70]۔ (اللہ تعالٰی اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے) کی دولت نہ ملی کہ اللہ تعالٰی اس کا سینہ قبول و تسلیم کے لیے کھول دیتا، ناچار "یَجْعَلْ صَدْرَہٗ ضَیِّقًا حَرَجًا کَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ"[71] (اس کا سینہ تنگ خوب رکا ہوا کر دیتا ہے گویا کسی کی زبردستی سے آسمان پر چڑھ رہا ہے۔ت) کے آڑے آتی۔ دل تنگ ہو کر گور کافر کے مثل ہو جاتا اور فضیلت کا منکر کلیجہ چار چار اچھلتا گویا آسمان کو چڑھا جاتا ہے "کَذٰلِکَ یَجْعَلُ اللّٰہُ الرِّجْسَ عَلَی الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ"[72] والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔ واللہ سبحٰنہ تعالٰی اعلم (اللہ یوں ہی عذاب میں ڈالتا ہے ایمان نہ لانے والوں کو۔ اور اللہ رب العالمین کی پناہ۔ اور اللہ سبحٰنہ تعالٰی خوب جانتا ہے۔ت)

رسالہ
صلات الصفاء فی نور المصطفٰی
ختم ہوا

---

[70] القرآن الکریم ۶/۱۲۵
[71] القرآن الکریم ۶/۱۲۵
[72] القرآن الکریم ۶/۱۲۵